

طلاق اور دوبارہ شادی

Divorce and Remarriage

طلاق اور دوبارہ شادی ایک ایسا موضوع ہے جس پر مختص مسیحی اکثر ایک دوسرے سے بحث کرتے ہیں۔ اس بحث کے دو بنیادی سوال یہ ہیں۔

۱۔ کیا طلاق خدا کی نظر میں قابل قبول ہے؟

۲۔ کیا دوبارہ شادی کرنا خدا کی نظر میں قابل قبول ہے۔

بہت ساری آزاد کلیساں میں اور فرقے کتاب مقدس کا اپنے لفظ نظر کے حساب سے ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ اس ترجیح کو بنیاد بنا کر یہ نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کون سی چیز قابل قبول ہے اور کونی نہیں؟ ہم سب کو ان کے ایمان کے باعث ان کی عزت کرنی چاہئے۔ اگر ان کا ایمان انہیں خدا کے ساتھ مجتہ رکھنے کے لیے پُر جوش بنتا ہے تو یہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم سب ایک ایسے عقیدے پر ایمان رکھیں 100% افیض دروحانی ہو۔ شاگرد بنا نے والا خادم خدا کی مرضی کے خلاف تعلیم نہیں دے۔ میرا یہ مقصد ہے کہ میں اس موضوع پر کتاب مقدس کی صحیح ترجمانی کروں۔ اور پھر یہ بات آپ پر چھوڑ دوں کہ آیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں۔ میں بھی آپ کی طرح اس بات پر پریشان ہوں۔ آج دنیا میں طلاق بڑا عکس مسئلہ ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ بہت سارے ایماندار مسیحی بھی طلاق یافتہ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا الیہ ہے۔

ہمیں طلاق کی اس بڑھتی ہوئی شرح کو روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے میرے خیال میں طلاقوں کی اس بڑھتی ہوئی شرح پر قابو پانے کا بہترین حل یہ ہے لوگوں میں انجیل کی منادی کی جائے اور انہیں تو پہ کی طرف مائل کیا جائے۔ جب ایک شادی شدہ جوڑا خداوند یسوع مسیح میں نی پیدائش کا تجربہ حاصل کر کے اس کی پیروی میں چلا جائے گا تو پھر ان میں کبھی بھی طلاق نہ ہوگی۔ شاگرد بنا نے والا خادم اپنی شادی کے بندھن کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کر لیگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی اپنی مثال اس کی تعلیم کا با اثر ذریعہ ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میری شادی کو 25 سال ہونگے ہیں۔ اس سے پہلے میں شادی شدہ نہ تھا۔ میں اپنی زندگی میں طلاق کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اپنے لیے کتاب مقدس میں طلاق کے بارے جوختی بیان کی گئی ہے۔ اس میں کچھ نرمی پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم میں طلاق یافتہ لوگوں کے لیے نرم گوش رکھتا ہوں۔ وہ اس لئے کہ میں بھی کسی اور سے شادی کرنے کے لیے اس طرح کا غلط فیصلہ کر سکتا ہوں۔

طلاق کا خاتمه خدا کے فضل کے بغیر ناممکن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت سارے شادی شدہ لوگ خود کو اس سے منسوب کر سکتے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں چنانچہ طلاق یافتہ لوگوں کو ملامت کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں؟ جبکہ میں ان کی تکالیف یا مشکلات

کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ہماری نسبت خدا کی نظر میں زیادہ راست باز ہوں۔ جیسا کہ وہ جانتا ہے کہ ہم بھی اس طرح کے حالات میں جلد ہی طلاق یافتہ ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی شادی شدہ شخص طلاق حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص طلاق سے ان لوگوں کی نسبت زیادہ نفرت کرتا ہے، جنہیں اس کا تجربہ حاصل کیا ہوا۔ پس ہمیں شادی شدہ لوگوں کی مدد کرنی چاہئے تاکہ ان کی شادی کا پاک بندھن ہمیشہ قائم رہے۔ اور ہمیں طلاق یافتہ لوگوں کی اس چیز کو تلاش کرنے میں مدد کرنی چاہیے جو خدا کا فضل انہیں پیش کر سکتا ہے۔ اور یہ سب کچھ صرف اس روح میں ممکن ہے جو ہمارا مدد گار ہے۔ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ کتاب مقدس کی صحیح ترجمانی کروں۔ میں نے دیکھا کہ اس موضوع پر جو آیات ہیں اکثر ان کی ترجمانی اس طریقہ سے کی جاتی ہے کہ ان میں دوسری آیات سے لفڑا پایا جاتا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان آیات کو سمجھنے میں غلطی کی گئی ہے۔

A Foundation بنیاد

کیوں نہ ہم اپنی اس بحث کا آغاز ایک ایسی بنیادی سچائی سے کریں جس پر ہم سب متفق ہو سکتے ہیں۔ بہت ساری آیات اس بنیادی سچائی پر قائم ہیں کہ خدا طلاق کے خلاف ہے۔ ایک وقت جب اسرائیلی مردوں اپنی بیویوں کو طلاق دے رہے تھے تو خدا نے اپنے نبی کے ذریعے یہ اعلان کیا۔ کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے۔ ”میں طلاق سے بیزار ہوں اور اس سے بھی جو اپنی بیوی پر ٹالم کرتا ہے۔ رب الافواح فرماتا ہے اس لئے تم اپنے نفس سے خود رہوتا کہ یہ فوقائی نہ کرو۔“ (ملکی ۱۶:۲)

یہ بات اس کے لئے ہیران کن نہیں جو خدا کی محبت اور انصاف کو جانتا ہے یا اس کے لئے جو یہ جانتا ہے کہ طلاق میاں یہ یوں اور بچوں کے لیے کتنی نقصان دہ چیز ہے۔ ہمیں اس شخص کے اخلاقی کردار کو دیکھنا چاہیے جو طلاق کی حمایت کرتا ہے۔ ”خدا محبت ہے۔“ (۱۔ یوحنا ۳:۸) اس لیے وہ طلاق سے نفرت کرتا ہے۔ ایک دفعہ کچھ فریسیوں نے یسوع مسیح سے سوال کیا۔ کیا ہر ایک سبب سے طلاق دینا رواہ ہے؟۔ اس کا جواب بنیادی طور پر طلاق نہ دینے کو ظاہر کرتا ہے۔ درحقیقت اس کی نظر میں طلاق کسی کے لیے بھی نہ تھی۔ ”اور فریسی اسے آزمائے کو اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا رواہ ہے۔ اس نے جواب میں کہا کیا تم نہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا اس نے ابتداء ہی سے انہیں مردا اور عورت بنانے کا کہا کہ اس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیا گا اور وہ دونوں ایک جسم ہون گے؟ پس وہ دونہیں بلکہ ایک جسم ہیں اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اسے آدمی جدا نہ کرے۔“ (متی ۱۹:۶۔۳)

تاریخ کے مطالعہ پر چلتا ہے کہ یسوع مسیح کے دونوں میں یہودی مذہبی راہنماؤں میں دو قسم کی سوچیں پائی جاتی تھیں۔ ہم بعد میں ان دونوں خیالوں کا تفصیل سے مطالعہ کریں گے۔ لیکن اب ان کے لیے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ایک قدامت پسند تھی اور دوسری آزادی پسند تھی۔ قدامت پسندوں کا خیال تھا کہ آدمی صرف اپنی بیوی کو اخلاقی و جوہات کی بنا پر طلاق دے سکتا ہے۔ جبکہ آزادی پسندوں کا ایمان تھا آدمی کسی بھی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی بیوی کو اس وجہ سے بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اگر اسے اپنی بیوی سے زیادہ خوبصورت عورت مل جائے، اس لفڑا کی بناء پر فریسیوں نے یسوع مسیح

سے سوال کیا۔ یوسع مُحیؒ نے کتاب مقدس میں پیدائش کی کتاب کے ابتدائی صفحات میں بیان کی گئی آیات کو ان کے سامنے رکھا۔ خدا نے مرد اور عورت کو عارضی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے جوڑا ہے۔ موی بیان کرتے ہیں کہ خدا نے نکاح کے پاک بندھن کو ذہن میں رکھتے ہوئے مرد اور عورت کو بنایا۔ اور یہ نکاح انتاظم ہے کہ یہ ایک بنیادی رشتہ کی صورت اختیار کر گیا۔ اور جب یہ ایک دفعہ قائم ہو جائے تو پھر یہ رشتہ میاں یہوی کے درمیان مال اور باپ کے رشتہ سے زیادہ اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ مردانے والدین کو چھوڑے اور اپنی یہویوں کے ساتھ ملے۔ اس کے علاوہ شوہر اور یہوی کے درمیان جنسی مlap اُن کے ایک ہونے کو ظاہر کرتا ہے یہ ایک ایسا رشتہ ہے جس کے نتیجے میں پھل پیدا ہوئے ہیں۔

چنانچہ خدا نے ایسے رشتے کو ہمیشہ کے لیے قائم کیا ہے کہ عارضی طور پر۔ خدا قاطعی طور پر نہیں چاہتا کہ آدمی اپنی یہویوں کو کسی بھی وجہ سے طلاق دیں۔ خدا نہیں چاہتا کہ کوئی بھی کسی طریقے سے گناہ کرے۔ لیکن ہم سب نے گناہ کیا۔ خدا نے ہمیں اپنے رحم کے باعث گناہ کی غلامی سے چھوڑا نے کا انتظام کیا۔ اس کے علاوہ جب ہم نے گناہ کیا تو وہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ہم گناہ نہ کریں۔ خدا نہیں چاہتا کہ کوئی بھی اپنی یہوی کو طلاق دے لیکن طلاق انسانیت میں عام ہو گئی ہے اور اس کی وجہ خدا کی نافرمانی ہے۔

In the Begining ابتداء میں

اس کو بنیاد بناتے ہوئے ہم اس بات کو اچھی طرح دریافت کر سکتے ہیں یا جان سکتے ہیں۔ خدا نے طلاق اور دوبارہ شادی کے بارے کیا کہا۔ جیسا کہ طلاق اور دوبارہ بیاہ کے بارے اسرائیلوں کو یوسع مُحیؒ کے کہے ہوئے الفاظ ازیادہ مسلسلہ اختلافی ہے۔ اس سے ہمیں ہزاروں سال پہلے اسی موضوع پر ابتدائی اسرائیلوں کو خدا کے کہے ہوئے الفاظ کا مطالعہ اس معاملے میں ہماری مدد کرے گا۔ اگر موی اور یوسع کے الفاظ میں تصادماً پایا جاتا ہے تو پھر ہم یہ یقین کر سکتے ہیں کہ یا تو خدا کی شریعت بدلتی ہے یا پھر ہم یوسع مُحیؒ کے کہے ہوئے الفاظ کی ترجیح کرنے میں غلطی کرتے ہیں۔ پس ہم اپنی بخش کا آغاز اس سے کرتے ہیں کہ خدا نے پہلے طلاق اور دوبارہ شادی کے بارے کیا کہا۔ میں پہلے پیدائش ۲ باب میں سے ایک عبارت کو بیان کر چکا ہوں جو یوسع مُحیؒ کے مطابق اس موضوع سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے ہم اس کا مطالعہ پیدائش کے آغاز سے کرتے ہیں۔ اور خداوند خدا اس پہلی سے جو اس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنایا کہ اسے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ یہ میری بہیوں میں سے بڑی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اس لئے وہ ناری کہلا یگی۔ کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی ہے۔ اس واسطے مردانے وال بآپ کو چھوڑیگا اور اپنی یہوی سے ملا رہیگا اور وہ ایک تن ہو گے۔ (پیدائش ۲:۲۲:۲)

ان آیات میں شادی کی ابتداء کو بیان کیا گیا ہے۔ خدا نے پہلی عورت کو پہلے آدمی کیلئے بنایا اور اس کو ذاتی طور پر اس کے پاس لایا۔ یوسع مُحیؒ کے الفاظ میں ”خدا نے (انہیں) جوڑا“۔ (متی ۱۹:۶)

شادی کے لیے خدا کا یہ ابتدائی نمونہ باقی ہونے والی تمام شادیوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔ خدا نے عورت کو آدمی کی طرح پیدا کیا اور اس نے ان کو پیدا کیا تاکہ وہ مخالف جنس کے لیے پرکشش ہوں۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا بھی بڑے پیانے

پر شادیوں کا انتظام کر رہا ہے۔ پس جیسا کہ یہ یوں میج نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ کوئی انسان ان کو جدا نہیں کر سکتا جنہیں خدا نے جوڑا ہے۔ خدا یہ نہیں چاہتا کہ حقیقی جوڑا علیحدہ زندگی گزارے۔ بلکہ اگر وہ اکٹھے مل کر زندگی گزاریں تو وہ خدا کی برکات کو حاصل کر یں گے۔ خدا کی مرضی کی خلاف ورزی کرنا گناہ ہے۔ باطل مقدس کے دوسرا باب میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ کسی بھی قسم کی شادی میں طلاق ہو۔

خدا کی شریعت دلوں پر نقش ہے

God's Law Written in Hearts

میں یہاں یہ کہنا پسند کروں گا کہ وہ لوگ جنہوں نے پیدائش ۲ باب کا مطالعہ نہیں کیا۔ وہ بھی یہ بات جانتے ہیں کہ طلاق غلط چیز ہے۔ جیسا کہ بہت ساری بت پرست تہذیبوں میں شادی کو زندگی بھر کا بندھن سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ باطل کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ جیسا کہ پولوس رومیوں کا اپنے خط میں لکھتا ہے۔ ”اس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دلوں پر لکھی ہوئی دھکاتی ہیں اور انہا کو بھی ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور انکے باہمی خیالات یا توان پر الزام لگاتے ہیں یا انکو معدود رکھتے ہیں۔“ (رومیوں ۲: ۱۳۔ ۱۵)

خدا کی اخلاقی شریعت ہر ایک انسان کے دل میں لکھی گئی ہے۔ درحقیقت ضمیر کی آواز وہ شریعت ہے جو خدا نے اسرائیل کے لوگوں یعنی آدم سے لے کر یہ یوں میج تک کے علاوہ بھی کسی ایک کو دی۔ جہاں تک ہمیں معلوم پڑتا ہے آدم سے لے کر کہ ۲۷ نسلوں تک یعنی جب ۱۴۰۰ ق.م میں موی کو شریعت دی گئی۔ ضمیر کی شریعت ہی وہ مکاشفہ ہے جو خدا نے اسرائیلیوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کو طلاق اور دوبارہ شادی کے متعلق دی۔ اور خدا اس کو کافی تصور کرتا تھا۔ (یاد رکھیں کہ موی نے مصر سے خروج کے وقت تک پیدائش ۲ باب کی تخلیق کو نہیں لکھا تھا)۔ خیال کیا جاتا ہے کہ موی کی شریعت سے ۲۷ نسلیں پہلے کے عرصہ کے دوران جس میں نوح کے زمانے کا سیالاب بھی شامل ہے۔ اور اس کے علاوہ ان ہزاروں سالوں میں ہونے والی لاکھوں شادیاں جن کا اختتم طلاق پر ہوا۔ یہ نتیجہ نکالنا حق بجانب ہو گا کہ خدا جو بھی نہیں بدلتا کیا وہ ان لوگوں کو معاف کرنے کے لیے تیار تھا۔ جنہوں نے طلاق جیسا گناہ کیا۔ اگر وہ تو پر کرتے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ لوگ نجات پا سکتے ہیں یا خدا نہیں راستباز قرار دے سکتا ہے۔ موی کو شریعت دینے سے پہلے ابراہیم خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لیے راستبازی گناہ گیا، (رومیوں ۲: ۱۲)

اگر لوگ آدم سے لیکر موی تک ایمان کے باعث راستباز قرار دیے جاسکتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی بھی قسم کے گناہ سے معافی حاصل کر سکتے تھے۔ حتیٰ کہ اس گناہ سے بھی جو طلاق کے باعث پیدا ہوتا تھا۔ جیسے ہم گناہ اور دوبارہ شادی کے موضوع پر بحث شروع کرتے ہیں تو میں ہیران ہو جاتا ہوں! کیا وہ لوگ جنہوں نے موی کی شریعت سے پہلے طلاق جیسا

عین گناہ کیا اور پھر خدا سے اس گناہ کی معافی مانگی۔ اُن کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے کہ اگر انہوں نے دوبارہ شادی کی تو وہ گنہگار رہمہ رئے جائیں گے۔ میرا ایک سوال ان طلاق یافتہ مجرموں کے بارے جنہوں نے یہ گناہ نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے طلاق کی وجہ وہ نہیں بلکہ ان کی خود غرض یہویاں ہیں۔ کیا ان کا ضمیر ان کو دوبارہ شادی کرنے سے روکتا ہے؟ یہ چیز مجھے غیر عقینی سی لگتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنی یہوی کو دوسری عورت کے لیے چھوڑتا ہے۔ اس صورت میں کیا چیز اس عورت کو بتائی ہے کہ اسے دوبارہ بیاہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ حالانکہ اس کی طلاق میں اس کا کوئی قصور نہ تھا۔

موسیٰ کی شریعت

The Law of the Moses

جب ہم باہل مقدس کی تیسری کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں طلاق اور دوبارہ نکاح کو خاص طور پر بیان کیا گیا ہے۔ موسیٰ کی شریعت میں کاہن کو طلاق یافتہ عورت سے بیاہ کرنے سے منع کیا گیا تھا۔

”وَ كُسْتِ فَاحْشَ يَا نَاتِاً پَكْ عورت سے بیاہ نہ کرے اور نہ اس عورت سے بیاہ کرے جسے اس کے شوہرنے طلاق دی ہو کیونکہ کاہن اپنے خدا کے لیے مقدس ہے۔“ (احرار: ۲۷)

موسیٰ شریعت میں کسی بھی جگہ عام اسرائیلیوں کو ایسا کرنے سے منع نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ بیان کردہ آیت میں ہمارے سامنے دو چیزیں آتی ہیں۔

(۱) اس وقت اسرائیلیوں میں طلاق یافتہ عورتیں تھیں۔

(۲) اسرائیل میں کاہنوں کے علاوہ عام اسرائیلیوں کے لیے طلاق یافتہ عورتوں سے بیاہ کرنا کوئی غلط کام نہ تھا۔

اوپر بیان کردہ شریعت کا اطلاق صرف کاہنوں اور طلاق یافتہ عورتوں پر ہوتا ہے جو کاہنوں سے بیاہ کرنا چاہتی ہیں۔ موسیٰ شریعت کے مطابق طلاق یافتہ عورت کے لیے دوبارہ بیاہ کرنا کوئی گناہ نہیں۔ اسے صرف کاہن سے بیاہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کاہنوں کے علاوہ عام آدمی کا طلاق یافتہ عورت سے بیاہ کرنا کوئی گناہ نہیں۔ سردار کاہنوں کو عام کاہنوں کی نسبت اپنے اعلیٰ مقام کو تقدیر کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ان کو بھی یہوہ سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

احرار ۲۱ باب میں ہم صرف چند آیات کے بعد پڑھتے ہیں۔

”جو یہوہ یا مطلقہ یا ناتاً پک عورت یا فاحشہ ہو ان سے وہ بیاہ نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی کنواری کو بیاہ لے۔“ (احرار: ۲۱: ۲۱)

کیا یہ آیت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ کسی ایک کے لئے اور تمام اسرائیلیوں کے لیے یہوہ سے دوبارہ بیاہ کرنا گناہ ہے یا کسی ایک اور تمام اسرائیلی آدمیوں کے لیے یہوہ سے بیاہ کرنا گناہ ہے؟ نہیں؛ بلکل نہیں۔ دراصل یہ آیت اس بات پر زیادہ زور دیتی ہے کہ کاہن کے علاوہ کسی بھی آدمی کا یہوہ سے بیاہ کرنا گناہ نہیں یعنی سردار کاہن کے علاوہ کوئی بھی آدمی یہوہ سے شادی کر سکتا ہے۔ دوسری آیت میں یہوہ کو مکمل طور پر دوبارہ بیاہ کا حق حاصل ہے۔ (رومیوں ۷: ۳-۴) اور (اپتھیس ۵: ۱۳)

یہ آیت بھی پچھلی زیر بحث آیت کے ساتھ پیش کی جا سکتی ہے۔ (احرار: ۲۱: ۷) کہ کسی بھی اسرائیلی آدمی کے لئے بیوہ سے بیاہ کرنا گناہ نہیں حتیٰ کہ اس عورت سے بھی جو کنواری نہیں ہے ”نایاک عورت“۔ موسوی شریعت کے مطابق مطلقہ کے لیے دوبارہ بیاہ کرنا کوئی غلط کام نہیں ہے یا نایاک عورت کے لیے کہاں کے علاوہ کسی دوسرے آدمی سے بیاہ کرنا۔ خدا انپنے رحم کی بدولت مطلقہ اور نایاک عورتوں کو ایک اور موقع دیتا ہے۔ اگر چوہ ان دونوں کاموں سے نفرت کرتا ہے۔

دوبارہ بیاہ کے خلاف ایک دوسری ممانعت

A Second Specific Prohibition against Remarriage

خدا مطلقہ عورت کو کتنے موقع دیتا ہے۔ کیا ہم یہ بتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ موسوی شریعت کے مطابق خدا مطلقہ عورت کو صرف ایک موقع دیتا ہے یا صرف ایک بار دوبارہ بیاہ کی اجازت دیتا ہے؟ یہ خیال کرنا سر اسر غلط ہو گا۔ موسوی شریعت میں ہم پڑھتے ہیں:

”اگر کوئی مرد کی عورت سے بیاہ کرے اور پچھے اس میں کوئی بیوہ بات پائے جس سے اس عورت کی طرف اس کی الفت نہ رہے تو وہ اس کا طلاق نام لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اس کے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر دوسرے شوہر بھی اس سے ناخوش رہے اور اس کا طلاق نام لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرے شوہر جس نے اس سے بیاہ کیا ہو مر جائے۔ تو اس کا پہلا شوہر جس نے اسے گھر سے نکال دیا تھا اس عورت کے نایاک ہو جانے کے بعد پھر اس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ ایسا کام خداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔ سو تو اس ملک کو جسے خداوند تیراخمیراث کے طور پر تجوید کو دیتا ہے گنگار نہ بنانا۔“ (استثناء: ۲۳: ۱-۲)

غور کریں کہ ان آیات میں صرف ایک ممانعت ہے اور وہ یہ کہ وہ عورت جس کو دو دفعہ طلاق ہوئی ہو۔ وہ اپنے پہلے شوہر سے بیاہ نہیں کر سکتی۔ ایسی عورت کے دوسری بار شادی کرنے کے بارے کچھ نہیں کہا گیا۔ اور اگر اس کو دوسری بار بھی طلاق ہو جائے تو اسے صرف اپنے پہلے شوہر کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے پہلے شوہر کے علاوہ کسی سے بھی آزادی کے ساتھ بیاہ کر سکتی ہے۔ اگر اس کے لئے کسی اور سے بیاہ کرنا گناہ ہوتا تو پھر خدا کو اس قسم کی ہدایت دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ وہ صرف اتنا کہہ سکتا تھا کہ ”طلاق یافتہ لوگوں کو دوبارہ بیاہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔“

اس کے علاوہ اگر خدا نے اسے دوسری بار بیاہ کرنے کی اجازت دی تو تب وہ آدمی جو اس سے بیاہ کرتا ہے تو وہ کوئی گناہ نہیں کرتا۔ اور اگر اسے تیسری بار بھی بیاہ کرنے کی اجازت ہے تو کوئی بھی آدمی جو اس دوبار طلاق یافتہ عورت سے بیاہ کرتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔ چنانچہ خدا جو طلاق سے نفرت کرتا ہے وہ طلاق یافتہ لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ اور وہ اپنے رحم کی بدولت انہیں دوسراموقع دیتا ہے۔

خلاصہ A Summary

اب تک کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ خدا نے کہا کہ وہ طلاق سے بیزار ہے۔ تاہم اس نے پرانے عہد نامہ سے پہلے اور اس کے دوران کوئی ایسا اشارہ نہیں دیا کہ دوبارہ بیاہ کرنا گناہ ہے۔ لیکن اس نے یہوہ یا مطلقہ ناپاک عورت کو ان چیزوں سے منع کیا۔
(۱) دو دفعہ طلاق یا فتح عورت یا ایک دفعہ طلاق یا فتح عورت اپنے پہلے شوہر سے بیاہ نہ کرے۔
(۲) وہ کاہن سے بیاہ نہ کرے۔

اس کے علاوہ خدا نے کوئی اور اشارہ نہیں دیا کہ کاہنوں کے علاوہ کسی شخص کا مطلقہ سے بیاہ کرنا گناہ ہے۔ یہ چیز یوں صحیح کے اس کلام کے بالکل بر عکس ہے جو اس نے طلاق یا فتح لوگوں اور ان عورتوں کے بارے کہا کہ جو طلاق یا فتح اشخاص سے بیاہ کرتی ہیں۔ یہ یوں صحیح نے کہا کہ ایسا کرنے والے لوگ زنا کرتے ہیں۔ (متی: ۳۲:۵)

چنانچہ ہم یا تو یوں صحیح یا پھر موی کے الفاظ کو صحیح میں غلطی کر رہے ہیں یا پھر کہیں ایسا تو نہیں کے خدا نے اپنی شریعت بدل دی ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ہم اس چیز کو صحیح میں غلطی کر رہے ہیں۔ جس کی یوں صحیح نے تعلیم دی۔ کیونکہ یہ بات عقل سے باہر ہے کہ خدا نے اچاک اس چیز کو اخلاقی گناہ قرار دیدیا جو ۱۵۰۰ سال پہلے اسرائیل کو اس کی دی گئی شریعت کے مطابق اخلاقی طور پر قابل قبول تھی۔

اس سے پہلے کہ ہم اس واضح تضاد کا مزید جائزہ لیں۔ میں ایک اور چیز کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ پرانے عہد نامہ میں خدا نے دوبارہ شادی کی اجازت دی تو اس میں کوئی ایسی شرائط نہ تھیں جو کسی شخص کی طلاق کی وجہات کی بنیاد پر ہوں۔ خدا نے یہ نہیں کہا کہ کچھ خاص طلاق یا فتح لوگوں کو دوبارہ بیاہ کی اجازت نہیں۔ کیونکہ ان کی طلاق کی وجہات جائز نہ تھیں۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ کچھ لوگوں کو بیاہ کرنے کی اجازت اس لئے ہے۔ کیونکہ ان کی طلاق کی وجہات جائز ہیں۔

تاہم اس طرح کے خیالات اکثر یک طرف دعویٰ کی بنیاد پر تمامِ جدید خادموں کی طرف سے آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مطلقہ عورت اپنے پاس بان کو قائل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کہ اسے دوبارہ بیاہ کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ کیونکہ صرف میں ہی اپنے طلاق کی مجرم نہیں ہوں۔ یعنی اس کے شوہرنے اسے طلاق دی نہ کہ اس نے اپنے شوہر کو طلاق دی۔ لیکن اگر پاس بان کو اس کے پہلے شوہر سے ملنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ اس کی بات بھی نہ تو یہ ممکن ہے کہ پاس بان کے دل میں اس کے لیے یا احساس پیدا ہو۔ شاید وہ ایک فاحش تھی اور اس پر کچھ الزامات تھے۔ میں ایک ایسے جوڑے کو جانتا ہوں۔ وہ دونوں دوسروں کو طلاق دینے سے منع کرتے تھے، تاکہ ہر کوئی طلاق جیسے گناہ میں نہ گرے۔ وہ دونوں یہ چاہتے تھے کہ طلاق کے بعد وہ یہ کہنے کے قابل ہوں کہ یہ اس کی بیوی تھی نہ کہ وہ جس سے اسے طلاق ہوئی تو وہ شرعی (قانونی) طور پر دوسری شادی کر سکتے ہیں ہم تو بیوقوف ہو سکتے ہیں لیکن ہم خدا کو وہ کوئی نہیں دے سکتے۔

مثال کے طور پر اس کا اس عورت کو جا خپنے کا کیا طریقہ ہے۔ جس نے خدا کے کلام کی نافرمانی کی اور اس نے اپنے شوہر کو طلاق دی۔ کیونکہ وہ اس کے لئے بے ایمان بنا؟ کیا وہ اس طلاق کی ذمہ داری میں کسی حد تک شریک نہیں؟ دو دفعہ طلاق یا فتح عورت کے معاملہ کے بارے ہم صرف استثناء ۲۷ باب میں پڑھتے ہیں۔ اور اس میں دو دفعہ طلاق کے جائز ہونے کے بارے کچھ نہیں

کہا گیا۔ اس کے پہلے شوہر نے اُس میں کوئی ”بیہودہ بات پائی“، اگر یہ بیہودہ بات زنا کاری ہے تو وہ موئی کی شریعت کے مطابق موت کی حق دار ہے۔ (اخبار ۲۰۱۰:۱۰)

میں بیان کیا گیا ہے کہ زنا کار کو سگار کیا جائے۔ چنانچہ اگر زنا کاری طلاق کے لیے جائز ہے۔ شاید اس کے پہلے شوہر کے پاس اسے طلاق دینے کی کوئی معقول وجہ نہ ہو وسری طرف شاید اس نے زنا کیا ہوا اور یوسف کی طرح راستا زہو جو مریم کو چکے سے چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ (متی ۱۹:۶)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اس عورت کے دوسرے شوہر کے بارے کیا کہا جاتا ہے کہ وہ اس سے ناخوش تھا، ایک بار پھر ہم یہ نہیں جانتے کہ کون گنگاہ ہے یا وہ دونوں گنگاہ ہیں۔ لیکن یہ کوئی اختلاف پیدا نہیں کرتا کہ خدا کا فضل اس پر ہوا اور خدا نے اُسے اپنے پہلے شوہر کے علاوہ کسی سے بھی بیاہ کرنے کی اجازت دی۔

اعتراض An Objection

اگر لوگوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کسی بھی وجہ سے طلاق دینے کے بعد شرعی طور پر دوبارہ بیاہ کر سکتے ہیں۔ تو اس سے ان کی حوصلہ افرائی ہو گی اور وہ ناجائز و جو بات کی بنا پر بھی اپنی بیویوں کو طلاق دینا شروع کر دیگے۔ میرا خیال ہے کہ یہ چیز کچھ حد تک ان مذہبی لوگوں کے لئے صحیح ہے جو سچے دل سے خدا کو خوش کرنے کی بجائے لوگوں کو گناہ کا بے کار تجربہ حاصل کرنے سے روک رہے ہیں جو خود کو خدا کی تابعداری میں نہیں کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو سچے دل سے خود کو خدا کے تابع کرتے ہیں تو وہ گناہ کی راہوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہیں کرتے، وہ خدا کو خوش کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کی شادیوں کا پاک بندھن ہمیشہ خوارہ تھا۔ اس کے علاوہ خداد و بہا بیاہ کی آزاد شریعت کی وجہ سے ان لوگوں کی طرف زیادہ مائل نہیں جو ناجائز و جو بات کی بنا پر طلاق دیتے ہیں۔ کیونکہ اس نے اسرائیل کو دوبارہ شادی کرنے کی آزاد شریعت دی۔

کیا ہمیں لوگوں کو یہ بتانے سے پر ہیز کرنا چاہیے کہ خدا ان کے کسی بھی قسم کے گناہ کو معاف کرنے کے لیے تیار ہے۔ ورنہ کیا اس سے ان کے حوصلے بلند نہ ہونگے اور کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ معافی پا سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں انہیں کی منادی کو بند کرنا ہو گا۔ پھر یہ سب کچھ ان لوگوں کے دلوں کی حالتوں پر محصر ہے۔ جو خدا سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی تابعداری کرنا چاہتے۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں خدا سے معافی مانگوں گا تو وہ مجھے ضرور معافی دیگا لیکن یہ چیز مجھے اس بات پر نہیں ابھارتی کہ میں گناہ کروں کیونکہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں اور میں نئے سرے سے پیدا ہو چکا ہوں۔ میں خدا کے فضل سے تبدیل ہو چکا ہوں میں اسے خوش کرنا چاہتا ہوں۔

خدا جانتا ہے کہ لوگوں کو شادی کے پاک بندھن میں ہمیشورائے قائم رکھنے کے لیے طلاق کے بہت سارے ناگیز رفتی متوج میں کسی اور رفتی نتیجے کو شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دوبارہ بیاہ کے بارے پولوس کا نظریہ

Paul on Remarriage

یسوع مسیح کے الفاظ کی موئی کے الفاظ کے ساتھ ہم آہنگی کی مشکل کو حل کرنے سے پہلے ہمارے لیے یہ جانا ضروری ہے کہ پائیں مقدس کا ایک اور مصنف موئی کے ساتھ متفق ہے اس کا نام پولوس رسول ہے پولوس رسول اس بات کو واضح الفاظ میں لکھتا ہے کہ طلاق یافتہ لوگوں کے لئے دوبارہ بیاہ کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس بات سے متفق ہے جو پرانا عہد نامہ کہتا ہے۔

”کوناریوں کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن دیانت دار ہونے کے لئے جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر حرم ہوا اسکے موافق اپنی رائے دیتا ہوں پس موجودہ مصیبت کے خیال سے میری رائے میں آدمی کے لیے بہتر ہے کہ جیسا ہے ویسا ہی رہے اگر تیری یہی ہے تو اس سے جدا ہونے کی کوشش نہ کرو اگر تیری یہی نہیں تو یہی کی تلاش نہ کر لیکن تو بیاہ کرے بھی تو گناہ نہیں اور اگر کوناری بیاہی جائے تو گناہ نہیں مگر ایسے لوگ جسمانی تکلیف پائیں گے اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں،“ (۱۔ کرتھیوں ۷: ۲۵-۲۸)

اس میں کوئی شک نہیں کہ پولوس اس عبارت میں طلاق یافتہ لوگوں سے خطاب کر رہا تھا کیونکہ اس وقت مسیحی ستّم گری کی وجہ سے تکلیفیں اٹھا رہے تھے۔ اس لیے پولوس نے شادی شدہ غیر شادی شدہ اور طلاق یافتہ لوگوں کو ان کی موجودہ حالت میں رہنے کی نصیحت کی۔ تاہم پولوس نے واضح طور پر کہا کہ اگر طلاق یافتہ اور کنوارے بیاہ کریں تو یہ ان کے لیے گناہ نہ ہوگا۔ غور کریں کے پولوس نے طلاق یافتہ شخص کو دوبارہ شادی کے لیے شریعت کو پورا کرنا شرط نہیں ٹھہرایا۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ دوبارہ بیاہ کرنے کی اجازت صرف اس صورت میں کہ اگر اس کی طلاق میں اس کا اپنا کوئی قصور نہ ہو اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ دوبارہ بیاہ کرنے کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جنہیں نجات حاصل کرنے سے پہلے طلاق ہوئی بلکہ اس نے اس بات کو بڑی سادگی سے بیان کیا کہ طلاق یافتہ شخص کے لیے دوبارہ بیاہ کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔

کیا پولوس طلاق کے بارے نرم گوشہ رکھتا ہے

Was Paul Soft on Divorce?

چونکہ پولوس نے دوبارہ بیاہ کے بارے ایک شاندار منصوبہ دیا۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ طلاق کے بارے گوشہ رکھتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں پولوس نے واضح طور پر طلاق کی مخالفت کی کرتھیوں کے نام اس کے اس خطے کے اسی باب کے شروع میں، اس نے طلاق کے بارے ایک قانون بیان کیا تھا خدا کی طلاق سے نفرت سے ہم آہنگ ہے۔

”مگر جن کا بیاہ ہو گیا ہے ان کو میں نہیں بلکہ خداوند حکم دیتا ہے کہ یہی اپنے شوہر سے جدا نہ ہو (اور اگر جدا ہو تو یا بے نکاح رہے یا

اپنے شوہر سے پھر مlap کرے) نہ شوہر یہوی کو چھوڑے۔ باقیوں سے میں ہی کہتا ہوں نہ خداوند کہ اگر کسی بھائی کی بیوی با ایمان نہ ہو اور اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہوتا ہو اس کو نہ چھوڑے۔ اور جس عورت کا شوہر با ایمان نہ ہو اور اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہوتا ہو شوہر کو نہ چھوڑے۔ کیونکہ جو شوہر با ایمان نہیں وہ یہوی کے سبب پاک ٹھہرتا ہے اور جو یہوی با ایمان نہیں وہ میکی شوہر کے سبب با ایمان ٹھہرتی ہے۔ ورنہ تمہارے فرزندنا پاک ہوتے مگراب پاک ہیں۔ لیکن مردوں جو با ایمان نہ ہو اگر وہ جدا ہو تو جدا ہونے دو ایسی حالت میں کوئی بھائی یا بہن پابند نہیں۔ اور خدا نے ہم کو میل مlap کے لئے بلا یا ہے۔ کیونکہ اے عورت تجھے کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنے شوہر کو بچالے؟ اور اے مرد! تجھ کو کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنی بیوی کو بچالے؟ مگر جیسا خداوند نے ہر ایک کو حصہ دیا ہے اور جس طرح خدا نے ہر ایک کو بلا یا ہے اسی طرح چلے اور میں سب کلیسا یا ذم میں ایسا ہی مقرر کرتا ہوں،“ (۱۔ کرتھیوں ۷: ۱۰۔ ۱۷)

غور کریں کہ پلوں پہلے ان ایمانداروں کو مخاطب کرتا ہے جنہوں نے ایمانداروں سے بیا کیا ہے کہ شوہر یہوی کو نہ چھوڑے اور یہوی شوہر کو نہ چھوڑے پلوں نے بیان کیا یہ میر انہیں بلکہ خدا کا حکم ہے۔ یہ چیز بالکل مقدس کے اس بیان سے متفق ہے۔ جس پر ہم پہلے ہی بحث کر کچے ہیں۔ اس میں دلچسپی کہاں سے آتی ہے۔ چونکہ وہ کافی حقیقت پسند تھا۔ اس لئے اس نے جانا کہ کچھ صورتوں میں ایمانداروں میں بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ پلوں نے کہا اگر بھی ایسا ہوتا طلاق یافتہ شوہر یہوی غیر شادی شدہ رہے یا پھر اپنے شوہر یہوی سے میل مlap کرے۔ پلوں نے جو کہ اس سے پرشان نہ ہوں۔ اس نے طلاق کے بارے پہلے خدا کی شریعت کو بیان کیا۔ تا ہم وہ اتنا ذہین تھا کہ وہ جانتا تھا خدا کی شریعت کی تابعداری ہمیشہ نہیں بھی کی جاسکتی۔ اس لئے لازم ہے طلاق یافتہ ایماندار دوبارہ بیاہ کرنے سے پرہیز کرے یا پھر اپنی بیوی سے میل مlap کر لے۔ طلاق یافتہ ایمانداروں کے لیے یقیناً یہ ایک اچھی چیز ہے۔ جب تک وہ دونوں غیر شادی شدہ رہیں گے اس وقت تک ان میں میل مlap کی امید رہے گی اور یہ ایک اچھی چیز ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک فریق دوبارہ بیاہ کر لے گا تو پھر ان کے دوبارہ میل Mlap کی جو امید کی جاتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔

پلوں رسول اتنا ذہین تھا وہ جانتا تھا کہ طلاق یافتہ ایماندار۔ اس کی دوسری نصیحت کی ہمیشہ تابعداری نہیں کر سکتے۔ میرے خیال کے مطابق اس نے طلاق یافتہ ایمانداروں کو مزید ہدایات اس لئے نہیں کی تھیں کیونکہ وہ امید کرتا تھا کہ ایماندار اس کی پہلی ہدایت کی پیروی کریں گے۔ چنانچہ اس کی دوسری نصیحت کی ضرورت صرف چند صورتوں میں تھی۔ سچا ایماندار ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کی شادی کا پاک بندھن ہمیشہ قائم رہے۔ ناکامی کی صورت میں وہ مُتک میں عزت اور شرمندگی اٹھانے کی غرض سے دوبارہ بیاہ سے اعتناب کرتا ہے اور دوبارہ میل Mlap کی امید رکھتا ہے۔ ایماندار میں یعنی وہ لوگ جو خداوند یوسع مسح پر ایمان نہیں لاتے اور خود کو اس کی تابعداری میں نہیں دیتے ہیں۔

۱۔ کرتھیوں کے باب میں پلوں واضح طور پر لکھتا ہے کہ خدا ایمانداروں یعنی ان لوگوں سے جن میں روح القدس سکونت کرتا ہے ان سے بڑی امیدیں رکھتا ہے۔ پلوں رسول لکھتا ہے کہ ایمانداروں کو چاہئے کہ وہ اپنی بے ایمان بیویوں کو اس وقت تک طلاق نہ دیں جب تک وہ ان کے ساتھ رہنے کے لئے راضی ہوں۔ اس میں حیرانگی والی کوئی بات نہیں کیونکہ یہ اس بات

سے مکمل طور پر مہا مثال ہے جو ہم با بل مقدس میں اس موضوع کے بارے پڑھتے ہیں۔

خدا طلاق کے خلاف ہے۔ پلوس رسول لکھتا ہے اگر بے ایمان شوہر یا بیوی طلاق چاہے تو ایماندار بیوی یا شوہر کو طلاق دینے کی اجازات ہے۔ پلوس جانتا ہے کہ بے ایمان خدا کی تابع دادی نہیں کرتے۔ پس وہ خیال کرتا ہے کہ بے ایمان ایماندار کی طرح عمل نہیں کر سکتا ہے۔ میں اس میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ جب کوئی بے ایمان ایماندار کے ساتھ رہنے پر اسرار کرتا ہے تو یہ اچھی بات ہے اس سے یہ ہو گا کہ یا تو بے ایمان انجیل مقدس کوچھ دل سے قبول کر لے گا یا پھر ایماندار ایک جھوٹا مسمی بن جائیگا۔

یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایماندار جسے ایک بے ایمان سے طلاق ہوئی ہے۔ اُسے دوبارہ بیاہ کرنے کی آزادی ہے؟ پلوس نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی جیسا کہ اُس نے دو طلاق یافتہ ایمانداروں کے معاملے میں کہا۔

ہمارے لئے یہ ایک حیران کن بات ہوگی۔ خدا کیوں ایک ایسے ایماندار کو دوبارہ شادی کرنے سے منع کریگا جسے ایک بے ایمان سے طلاق ہوئی۔ ایسا کہنے کا کیا مقصد ہو گا؟ جبکہ اس طرح کی اجازت یسوع مسیح ان الفاظ کے سراسر خلاف ہے جو اُس نے دوبارہ بیاہ کے بارے کہے ”جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی ۳۲:۵) اس سے ایک بار پھر میرے اندازی تک پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اُس چیز کی غلط ترجیحی کر رہے ہیں جو یسوع مسیح بیان کرنے کی کوشش رہا ہے۔

مسئلہ The Problem

یسوع مسیح، موسیٰ اور پلوس رسول اس بات پر متفق ہیں کہ طلاق گناہ کی علامت ہے چاہے یہ ایک فریق کی وجہ ہو یا دونوں کی وجہ سے۔ عام صورت میں وہ سب طلاق کے مسئلہ کے خلاف ہیں۔ لیکن ہمارے لیے مشکل یہ ہے کہ ہم کیسے موسیٰ اور پلوس کے دوبارہ بیاہ کے بارے کہے ہوئے الفاظ کو یسوع مسیح کے کہے ہوئے الفاظ سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں؟

ہمیں یہ فرض کرنا چاہیے کہ وہ باہم متفق ہیں کیونکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ خدا کی طرف سے تھا۔ آئیں ہم اس پر غور کریں کہ یسوع مسیح نے کیا کہا اور ان لوگوں کو مد نظر کیں جن سے وہ یہ کہہ رہا تھا۔ متی کی انجیل میں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع مسیح نے طلاق اور دوبارہ بیاہ کے موضوع پر دوبارہ بات کی، ایک دفعہ پہاڑی وعظ کے دوران اور ایک دفعہ جب کچھ فریسیوں نے اس سے سوال کیا۔ یسوع مسیح کی فریسیوں کے ساتھ گفتگو سے شروع کرتے ہیں۔

”اوفری لی اُسے آزمائی کو اُسکے پاس آئے اور کہنے لے گیا ہر ایک سب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دیوارا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے انہیں پڑھا کہ جس نے انہیں بنایا اُس نے ابتداء ہی سے انہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اس سب سے مرد باپ اور مام سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیں گا اور وہ دونوں ایک جسم ہو گے؟ پس وہ دونہیں بلکہ ایک جسم ہیں اس لیے جسے خدا نے جوڑا اُسے آدمی جدانہ کرے۔ انہوں نے اُس سے کہا پھر موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دیکھ چھوڑ دی جائے؟ اُس نے اُن سے کہا کہ موسیٰ نے تمہاری سخت ولی کے سب سے تمکو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتداء سے ایسانہ تھا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سب سے چھوڑ دے اور دوسری سے

بیا کرے وہ زنا کرتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے۔ (متی ۱۹:۳-۹)

یسوع مسح کے ساتھ گفتگو کے دوران فریسیوں نے موسیٰ شریعت کے ایک حصے کا حوالہ دیا ہے میں نے پہلے بیان کیا۔ استثناء ۲۳:۱-۲ اس میں یہ لکھا ہوا ہے:

”اگر کوئی مرد کی عورت سے بیاہ کرے اور پچھے اس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اس عورت کی طرف اس کی مخالفت نہ رہے تو وہ اسکا طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے.....“ (استثناء ۲۳:۱)

یسوع مسح کے دنوں میں دو مکتبہ فکر کے لوگ پائے جاتے تھے۔ زنا کاری کے بارے دونوں کے نظریات میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ مسح کی پیدائش سے تقریباً ۲۰ سال پہلے ہائیل (Hillel) نامی ایک ربی نے تعلیم دی کہ زنا کاری ناقابل صلح اختلاف ہے۔ ہائیل (Hillel) کے خیال کے مطابق طلاق ہر لحاظ سے جائز ہے۔ لوگ ہائیل (Hillel) کے اس نظریے کو ہبہ پسند کرتے تھے جیسا کہ یسوع مسح سے فریسیوں کا سوال ان کے اس نظریے کی عکاسی کرتا ہے۔

کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو اس وجہ سے بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اگر وہ کھانا پکانے میں دیر کرے یا کھانے میں نمک زیادہ ڈال دے یا کسی دوسرے آدمی سے باتیں کرے، بالوں کو کھلا چھوڑے، اپنی ساس کے بارے کوئی بری بات کرے یا بے اولاد ہو۔ آدمی اپنی بیوی کو اس وجہ سے بھی طلاق دے سکتا ہے۔ اگر اسے کوئی اور خوبصورت عورت مل جائے۔

ہائیل (Hillel) سے پہلے شامای (Shammai) نام ایک ربی نے اس بات کی تعلیم دی کہ بیہودگی زنا کی طرح ایک غیر اخلاقی فعل ہے۔

یسوع مسح کے دنوں میں فریسی شامای (Shammai) کی نسبت ہائیل (Hillel) کے نظریے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ پس فریسی یہ خیال کرتے کے کسی بھی وجہ سے طلاق دینا شرعاً طور پر جائز ہے۔ تاہم فریسی طلاق دینے وقت موسیٰ کی شریعت کو منظر کھتتے تھے۔ یہ مت بھولیں کے یسوع مسح فریسیوں کو کہہ رہا تھا۔

یسوع نے فریسیوں سے کہا

Don't Forget that Jesus Was speaking to Pharisees

ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یسوع مسح کس چیز کی مخالفت کر رہا تھا۔ یسوع مسح کے سامنے منافق مذہبی اسٹاڈوں کا ایک گروپ کھڑا تھا اگرچہ وہ سب تو نہیں لیکن ان میں سے بہت سارے اپنی بیویوں سے زیادہ پرکشش عورت ملنے کی وجہ سے ایک یادوبارہ طلاق دے چکے تھے۔ (میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یسوع مسح نے طلاق کے بارے پہاڑی وعظ میں لوگوں کو ہوں کرنے سے خبردار کیا کیونکہ ہوں بھی زنا کاری کی ایک قسم ہے) تاہم وہ موسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کا دعویٰ کر کے خود کو استباذه بخہرا رہے تھے۔

وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ ایک شخص کسی بھی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ یسوع مسح نے ان کی اس غلطی کو ان پر واضح کیا جو وہ پیدائش ۲ باب میں بیاہ کے بارے موسیٰ کے الفاظ کو سمجھنے میں کر رہے تھے۔ جو خدا نے بیاہ کے بارے

موی سے کہے۔ خدا نہیں چاہتا کہ طلاقیں ہوں خاص طور پر ایسی طلاقیں جو کسی بھی وجہ سے ہوں لیکن پھر بھی اسرائیلی را ہنسا اپنی بیویوں کو واپسے چھوڑ رہے تھے۔

جیسے سڑہ اٹھارہ سال کے نوجوان اپنی پڑھائی کو چھوڑتے ہیں۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ فریی پہلے سے جانتے تھے کہ یہ یوں مسح طلاق کے خلاف ہے جیسا کہ اُس نے لوگوں کے سامنے پہلے بیان کیا تھا۔ ”انہوں نے اُس سے کہا پھر موی نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دیکر چھوڑ دی جائے؟“ (متی: ۱۹:۷)

وہ اس کو ایسے انداز سے بیان کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ موی آدمیوں کو حکم دے رہا تھا کہ جب وہ اپنی بیویوں میں کوئی بیہودہ بات پائیں تو وہ انہیں طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیں لیکن جیسا کہ ہم استھنا ۲۳:۱-۲ کا مطالعہ کرنے سے جانتے ہیں کہ یہ وہی سب کچھ نہیں جو موی کہہ رہا تھا۔ وہ صرف معیار دین کے مطابق عورت کی تیسری شادی کے بارے کہہ رہا تھا۔ اور اس نے ایسی عورت کو اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ بیاہ کرنے سے منع کیا۔ جیسا کہ موی نے طلاق کا ذکر کیا وہ اس کی اجازت صرف چند وجوہات کی بنا پر دیتا ہے۔ موی نے اسرائیلوں کی سخت دلی کی وجہ سے طلاق کی اجازت دی۔ وہ جانتا تھا کہ لوگ اپنی بیویوں سے بے وفا کی کر سکتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ لوگوں میں غیر اخلاقی اقدار پائی جائیں گی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس سے کچھ لوگوں کے دل ٹوٹیں گے۔ پس اس نے نہ چاہتے ہوئے طلاق کی اجازت دی۔

یہ یوں مسح نے فریسوں کے سامنے خدا کی شریعت کو بیان کیا۔ غالباً اس کے کہنے کا مطلب ہے کہ موی نے جس بیہودگی کا ذکر کیا۔ حقیقت میں اس کا مطلب یہ ہے۔

”اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سب سے چھوڑ دے اور دوسرا سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی: ۹:۱۹)

خدا کی نظر میں صرف حرام کاری ہی طلاق کی معقول وجہ ہے۔ جب کوئی زنا کرتا ہے یا کسی سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو بربریت کا پیغام دیتا ہے۔ یہ یوں مسح کے نزدیک صرف زنا کاری ہی حرام کاری نہیں۔ دوسرا کی بیوی کا لائق کرنا بھی حرام کاری ہے۔ یاد رکھیں پہلا ٹری وعظ میں یہ یوں نے ہوں کو بھی زنا کاری قرار دیا۔

ہمیں نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ یوں مسح یہ سب باقی فریسوں سے کر رہا تھا۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ بھی وجہ سے عورت کو طلاق دینا جائز ہے۔ اور یہ کہ وہ دوبارہ بیاہ کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں خدا نے کن لوگوں کو زنا کاری سے منع کیا جبکہ ساتواں حکم یہ ہے ”تو زنا نہ کرنا“۔ یہ یوں مسح نے ان کو بتایا کہ وہ صرف خود کو دھوکا دے رہے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں زنا کاری سے کچھ کہنیں۔ وہ آدمی جو دوسرا عورت سے بیاہ کرنے کی غرض سے اپنی بیوی کو چھوڑتا ہے۔ وہ زنا کرتا ہے۔

The Solution حل

یہ یوں مسح کے الفاظ کو موی اور پلوں کے الفاظ سے ہم آہنگ کرنا ہی اس مسئلے کا حل ہے۔ یہ یوں مسح فریسوں کی منافقت کو

بیان کر رہا ہے وہ کسی ایسی شریعت کی بنیاد نہیں ڈال رہا تھا جو لوگوں کو دوبارہ بیاہ کرنے سے منع کرتی ہے۔ اگر وہ ایسا کر رہا تھا تو وہ مویٰ اور پلوس کی مخالفت کر رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ وہ لاکھوں طلاق یافتہ اور دوبارہ بیاہ کرنے کے لئے مسائل پیدا کر رہا تھا۔

اگر یوسع مسح دوبارہ بیاہ کی شریعت کی بنیاد ڈال رہا تھا تو تب ہم ان لوگوں کو کیا بتائیں، جو یوسع مسح کی شریعت کے بارے سننے سے پہلے طلاق حاصل کر چکے ہیں۔ اور دوبارہ بیاہ کر چکے ہیں؟ کیا ہم انہیں یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ ایک زنا میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اور بالعمل مقدس ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی زنا کار خدا کی بادشاہی کا وارث نہیں ہو سکتا ہے۔ اور انہیں دوبارہ طلاق حاصل کرنے کی ہدایت دے سکتے ہیں؟ (۱۔ کرنتھیوں ۶: ۹-۱۰)

خداطلاق سے نفرت کرتا؟ کیا ہم انہیں یہ بتا سکتے ہیں کہ جب تک ان کی پہلی یہوی مرثیہ جاتی، وہ اپنی دوسری یہوی سے جنسی مlap نہ کریں تو وہ زنا کار ٹھہریں گے۔ پلوس نے شادی شدہ جوڑوں کو ایک دوسرے سے جنسی مlap کرنے سے منع نہیں کیا ہے؟ کیا اس طرح کی شرائط جنسی آزمائشوں کو جنم نہیں دیتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ پہلی یہوی مرنے کی خواہش کو جنم نہیں دیتی؟ کیا ہمیں لوگوں کو یہ بتانا چاہئے کہ وہ اپنی موجودہ یہویوں کو چھوڑ کر اپنی حقیقی یہویوں سے دوبارہ بیاہ کریں۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی مسوی شریعت میں ممانعت کی گئی ہے۔ (استھنا ۲۳: ۲۱)

آن طلاق یافتہ لوگوں کے بارے کہا گیا جنہوں نے دوبارہ بیاہ نہیں کیا؟ کیا وہ صرف اس صورت میں دوبارہ بیاہ کر سکتے ہیں۔ اگر ان کی یہوی حرامکاری کرے۔ کون اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ آیا اس نے حرامکاری کی ہے یا نہیں؟ دوبارہ بیاہ کرنے کے لیے، کیا کچھ لوگوں کو یہ بات ثابت کرنا ہو گا کہ اس کی یہوی ہوں کے جرم میں ملوث تھی۔ جبکہ دوسروں کو اپنی یہویوں کے ناجائز تعلقات کی گواہی پیش کرنے کی ضرورت ہوگی؟

جیسا کہ میں نے پہلے یہ سوال پوچھا کہ اس معاملے کے بارے کیا کیا جائے گا۔ جس کے تحت پہلی یہوی شادی کے بعد اپنے شوہر سے جنسی مlap کر کے زنا کرتی ہے۔ اس شخص کے بارے کیا کہا گیا ہے جو شادی سے پہلے زنا کرتا ہے؟ کیا اس کا یہ زنا اس کی مستقبل کی یہوی سے اس کی بے وفا نہیں ہے؟ کیا اس شخص کا یہ گناہ زنا کاری کے برادر نہیں کیا وہ یا اس کا جنسی فریق گناہ کے وقت شادی شدہ تھے؟

تب ایسے شخص کو شادی کرنے کی اجازت کیوں ہے؟ ان دو لوگوں کے بارے کیا کہا گیا، جو بغیر شادی کئے اکٹھے رہتے ہیں اور پھر ان کا یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ ان کے باہمی تعلق کے ختم ہونے کے بعد انہیں کسی اور سے شادی کرنے کی اجازت کیوں ہے۔ کیا صرف اس وجہ سے کہ وہ قانونی طور پر شادی شدہ نہ تھے؟ وہ ان لوگوں سے کس طرح مختلف ہیں جنہوں نے طلاق کے بعد دوبارہ شادی کی؟ اس حقیقت کے بارے کیا کہا گیا کہ ”پرانی چیزیں جاتی رہیں اور دیکھو وہ سب نئی ہو گئیں“ جب کوئی شخص سمجھی بتا ہے۔ (۲۔ کرنتھیوں ۵: ۷)

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ناجائز وجہ سے طلاق دینے کے لئے کے لئے کے علاوہ ہر ایک گناہ کیا جاسکتا ہے؟ ان تمام سوالات کے ساتھ ساتھ مزید بہت سارے سوالات پوچھ جاسکتے ہیں۔ جو کہ یہ سوچنے کی مضبوط وجوہات ہیں کہ یوسع مسح دوبارہ شادی

کے بارے کسی نئی شریعت کی بنیاد نہیں ڈال رہا تھا۔ یہ یوں مجھ تین طور پر اتنا ذہن تھا کہ وہ شادی کے بارے اپنی نئی شریعت کو جان سکے۔ اگر یہ ہے تو یہ کیا تھی؟ ہمارے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ صرف ہوس پرست، مذہبی، منافق آدمیوں اور فریسیوں کی منافقتوں کو ظاہر کر رہا تھا۔ جو ہر ایک سبب سے اپنی بیویوں کو طلاق دیتے دوبارہ بیاہ کرتے تھے۔

یہ یوں مجھ نے انہیں صرف یہ بتانے کی بجائے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ غلط ہے اُن سے کہا کہ وہ زنا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ یہ جانیں کہ کسی بھی سبب سے طلاق دینا پھر دوبارہ بیاہ کرنا حقیقت میں زنا کاری کے برابر ہے۔ اور اس نے یہ اس لئے کہا کیونکہ ان لوگوں کا عوامی تھا کہ ایسا کرنا زنا کاری نہیں ہے۔ کیا ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ یوں مجھ نے جس چیز پر زور دیا وہ دوبارہ بیاہ کا جھنڈی پہلو تھا اور اس وقت تک دوبارہ شادی کی اجازت دی جب تک شہوت سے پرہیز کیا جائے؟ ظاہر ہے کہ ایسا ہر گز نہیں کہا گیا چنانچہ ہمیں چاہئے کہ اس کا وہ مطلب نہیں جو اس کے کہنے کا مطلب ہرگز نہیں۔

مفکرانہ موازنہ

Thoughtful Comparison

فرض کریں کہ دو لوگ ہیں ایک شادی شدہ اور مذہبی قسم کا آدمی ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اپنے پورے دل سے خدا سے محبت رکھتا ہے۔ لیکن وہ اپنے ساتھ والے گھر کی ایک نوجوان عورت کی ہوں کرتا ہے۔ وہ جلد ہی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور اس اڑکی سے شادی کر لیتا ہے۔

دوسرा آدمی مذہبی نہیں ہے۔ اس نے انجیل مقدس کے بارے کبھی نہیں سناء، وہ ایک گناہوں بھری زندگی گزار رہا ہے۔ کچھ سالوں کے بعد جیسا کہ وہ غیر شادی شدہ ہے وہ انجیل مقدس کی تعلیم کو سنتا ہے تو توبہ کر لیتا ہے۔ اور اپنے پورے دل سے یہ یوں مجھ کی پیروی کرتا ہے۔ تین سال بعد ایک مسیحی عورت سے اُسے پیار ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کی ملاقات گرج میں ہوئی تھی، وہ دونوں پچے دل سے خداوند کی تلاش کرتے تھے، اور دونوں کو مشورے دیتے پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کیا۔

ان دونوں نے شادی کی اور انہوں نے آخری سانس تک ایک بڑی ایمانداری سے خداوند کی اور ایک دوسرے کی خدمت کی۔ اب ہم فرض کرتے ہیں کہ دونوں آدمیوں نے دوبارہ بیاہ کر کے گناہ کیا۔ ان دونوں میں سے کس نے بڑا گناہ کیا؟ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آدمی نے کیونکہ وہ ایک زنا کار کی مانند ہے لیکن دوسرے آدمی کے بارے کیا کہا گیا؟ کیا ایسا لگتا ہے کہ اس نے گناہ کیا؟ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک زنا کرنے والے سے ہرگز مختلف نہیں ہے جیسا کہ پہلے آدمی کے بارے کہا جاسکتا ہے؟ میں ایسا نہیں سوچتا۔

کیا ہم اُسے بتائیں گے کہ یہ یوں مجھ طلاق دینے اور دوبارہ بیاہ کرنے والوں کے بارے کیا کہتا ہے۔ اور اسے بتائیں گے کہ خدا نے آپ کو موجودہ بیوی کے ساتھ نہیں جوڑا ہے کیونکہ وہ اب بھی آپ کو پہلی بیوی سے جوڑا ہوا تصور کرتا ہے۔ کیا ہم

اسے بتائیں گے کہ وہ زنایہ میں زندگی گزار رہا ہے ان سوالوں کے جوابات بالکل واضح ہیں زنا وہ شادی شدہ لوگ کرتے ہیں جو دوسروں کی بیوی کو بُری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ایک غیر شادی شدہ شخص زنا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کی بیوی نہیں ہے جس سے وفادار رہے، اور اسی طرح نہ ہی طلاق یا فتح شخص زنا کرتا ہے کیونکہ اس کی کوئی بیوی نہیں جس سے وہ دندار رہے۔ جب ایک دفعہ ہم یسوع مسیح کے کہے ہوئے الفاظ کو با بل مقدس اور تاریخی اعتبار سے سمجھ لیتے ہیں۔ تو ہم ایسے نتیجہ پڑیں پہنچ جو سمجھانہ جا سکے اور با بل کے باقیہ حصے سے تضاد رکھتا ہو۔

اچانک جب یسوع مسیح کے شاگردوں نے اس کے ان الفاظ کو سنائے تو اس نے فریسموں کے سوال کے جواب میں کہے ”شما گردوں نے اس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے ساتھ ایسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں“۔ (متی: ۹: ۱۰)

اس بات کو یاد رکھیں کہ انہوں نے ایک ایسے معاشرہ اور تعلیم میں پرورش پائی جو فریسموں سے بہت متاثر تھا۔ وہ شادی کو یہی شرط قائم رہنے والا بندھن تصور کرتے تھے۔ درحقیقت اس سے چند لمحے پہلے وہ بھی اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ آدمی کے لئے بیوی کو کسی بھی وجہ سے طلاق دینا شرعاً طور پر جائز ہے اس لیے انہوں نے فوراً یہ خیال کیا کہ بیاہ نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ تاکہ طلاق دینے اور زنا کرنے کا خطرہ ہی نہ مول لیا جائے۔ یسوع نے ان کو جواب دیا۔ اس نے ان سے کہا اس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی جن کو یہ قدرت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض خوب جے ایسے ہیں جو مال کے پیٹ سے ہی ایسے پیدا ہوئے اور بعض خوب جے ایسے ہیں جو کوآدمیوں نے خوب بنایا اور بعض خوب جے ایسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہی کے لئے اپنے آپ کو خوب جہا یا جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کر لے۔ (متی: ۱۲-۱۹)

یہ ایک شخص کا جنسی چال چلن یا اپنے نفس کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت اور خود کو جا چھپے کا بیان ہے۔ پلوس رسول نے کہا؛ ”بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔“ (کریمیوں ۷: ۹)

وہ جو پیدائشی خوب جے ہیں یا جن کو آدمیوں نے خوب بنایا ان میں جنسی خواہش نہیں پائی جاتی۔ وہ جنہوں نے خود کو خدا کی بادشاہی کے واسطے خوب جے بنایا، یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے ضبط نفس کی نعمت عطا کی ہے۔ اور اس لئے ہے کہ ”سب اس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی جن کو یہ قدرت دی گئی ہے۔“ (متی: ۱۹: ۱۱)

پہاڑی و عظ

The Sermon of the Mount

ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ پہاڑی و ععظ کے دوران یسوع مسیح جس جھوم سے با تیں کر رہا تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے فریسموں کے منافقانہ ماحول میں پرورش پائی تھی۔ جیسا کہ ہم نے اپنے پہلے مطالعہ میں پہاڑی و ععظ کے بارے پڑھا کہ یسوع مسیح نے جو کچھ کہا اس کے زیادہ تر حصے میں فریسموں کی جھوٹی تعلیم کی درستگی کی گئی۔ یسوع مسیح نے جھوم سے یہ بھی کہا کہ اگر ان کی راستبازی فہمیوں اور فریسموں کی راستبازی سے زیادہ ہو گئی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ

یسوع مسیح کے کہنے کا یہ ایک دوسرا طریقہ تھا کہ فتحی اور فریبی جہنم میں جائیگے۔ جب یسوع نے یہ باتیں ختم کیں تو ایسا ہوا کہ بھیڑ اس کی تعلیم سے حیران ہوئی کیونکہ وہ انکے کے فتحیوں کی طرح نہیں بلکہ صاحب اختیار کی طرح انکو تعلیم دیتا تھا۔ (متی: ۷: ۲۹) یسوع مسیح نے شروع میں ایسے لوگوں کی منافقت کو ظاہر کیا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ زنانہیں کرتے۔ اس

صورت میں کوئی ہوس کرتا ہے یا کون طلاق دیتا اور دوبارہ بیاہ کرتا ہے؟

اس نے زنا کاری کے مطلب کو واضح کرنے کے لیے ان کے سامنے دو شادی شدہ لوگوں کے درمیان جسمانی گناہ کے عمل کو رکھا۔ اس نے جو کچھ کہا کیا کوئی دیانیدار شخص اس کو واضح طور پر سمجھ سکتا ہے۔ جبکہ اسے سوچنے کے لیے تھوڑی سی عقل دی گئی ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھئے کہ یسوع مسیح کی ان باتوں سے پہلے بھیڑ میں سے زیادہ تر لوگ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ کسی بھی وجہ سے طلاق دینا شرعی طور پر جائز ہے۔

یسوع مسیح چاہتا تھا کہ اس کے پیروکار اور ہر ایک اس بات کو جان لیں کہ خدا کا ارادہ شروع ہی سے اعلیٰ معیار کا ہے۔ ”تم سن چکے ہو کے کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بربی خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اسکے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری وتنی آنکھ تجھے ٹھوک کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیر اسرا ابدن جہنم میں نہ لا جائے۔ اگر تیراد ہنا بات تھے تجھے ٹھوک کر کھلائے تو اسکو کٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیر اسرا ابدن جہنم میں نہ جائے یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑے وہ اس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی: ۵: ۲۷-۳۲)

اول جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا۔ غور کریں کہ یسوع مسیح نے طلاق اور دوبارہ بیاہ کے بارے جو الفاظ کہے ان کا براہ راست تعلق ان الفاظ سے ہے جو اس نے حرام کاری کے بارے کہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے دونوں کو زنا کار کہا۔ یسوع مسیح درحقیقت اپنے شاگردوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ساتویں حکم کا حقیقت میں کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کاری نہ کی جائے۔ دراصل اُس وقت بھیڑ میں جتنے یہودی تھے۔ انہوں نے ساتویں حکم کو صرف سنا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیکھا کہ اُن کے أستاد فتحی اور فریبی اس حکم پر عمل کرتے ہیں۔ یسوع نے کہا ”لیکن میں تم سے کہتا ہوں،“ مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یسوع ان کو ایک نئی شریعت دینا چاہتا تھا۔ وہ صرف اور صرف خدا کے حقائق ارادے کو بیان کرنا چاہتا تھا۔ اول احکام میں حرام کاری کی واضح طور پر ممانعت کی گئی۔ حتیٰ کہ ان دس احکام کے علاوہ جو کوئی بھی اس کے بارے سوچتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ یہ غلط ہے۔

دوئم پر پیدا ایش کے ابتدائی باب میں خدا نے اس بات کو واضح کیا کہ شادی ایک ہمیشہ قائم رہنے والا بندھن ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی بھی اس موضوع کے بارے سوچتا ہے وہ یہ خیال کرتا ہے کہ طلاق اور دوبارہ بیاہ بھی زنا کاری ہے۔ خاص طور پر

جب کوئی شخص دوبارہ بیاہ کرنے کی نیت سے طلاق دیتا ہے۔ تاہم اس پہاڑی وعظ میں دیکھتے ہیں کہ یہو عُجَّ صرف لوگوں کی مدد کر رہا تھا تاکہ وہ طلاق اور دوبارہ بیاہ کے بارے سچائی کو جانیں۔ وہ دوبارہ بیاہ کے بارے کسی نئی شریعت کی بنیاد نہیں ڈال رہا تھا۔

آدمی کس طرح اپنی بیوی سے زنا کرتا ہے؟

How Does a man Make His Wife Commit Adultery

غور کریں یہو عُجَّ نے کہا ”جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سب سے چھوڑ دے وہ اس سے زنا کرتا ہے۔“ یہ آیت اس بات پر ایمان لانے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ وہ دوبارہ بیاہ کے بارے کسی نئی شریعت کی بنیاد نہیں ڈال رہا تھا۔ بلکہ وہ تو اس آدمی کے گناہ کی حقیقت کو ظاہر کر رہا تھا جو بغیر کسی معقول وجہ کے اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ اور جب وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اس سے زنا کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے اس کو زنا کار لہا، بعض لوگ کہتے ہیں یہو عُجَّ صرف اُسے دوبارہ بیاہ کرنے سے منع کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ زنا کاری ہے۔ لیکن یہاں معقول تصور ہے۔ اس میں طلاق دینے والے آدمی کے گناہ پر زور دیا گیا ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس نے کیا تو اس کی بیوی کے پاس دوبارہ بیاہ کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں پیچا۔ اور یہ وہ گناہ ہے جو اس کو اپنے شوہر کی مریضی کی وجہ سے کرنا پڑا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کو مجبور کرنا ہے کہ وہ کسی دوسرے آدمی کے ستر پر سوئے۔ چنانچہ جو کوئی ایسی سوچ رکھتا ہے کہ وہ زنانہیں کرتا تو وہ خود اپنی بیوی سے دو گناہ کرتا ہے۔

یہو عُجَّ نے یہ نہیں کہا کہ خدا صرف طلاق یافتہ بیوی کوہی زنا کاری کا مجرم ٹھہرا تا ہے کیونکہ یہ تو نا انصافی ہے۔ اور اگر طلاق یافتہ دوبارہ بیاہ نہیں کرتی تو یہ چیز بے معنی ٹھہر تی ہے۔ خدا کس طرح اس کو زانی کہہ سکتا ہے جب تک وہ دوبارہ بیاہ نہیں کرتی؟ اس سے ہمیں کچھ سمجھنیں آتی۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ آدمی کو اس کے اور اس کی بیوی کے زنا کا مجرم ٹھہرا تا ہے۔ جو کہ حقیقت میں بیوی کے لیے زنانہیں ہے۔ دوبارہ بیاہ کرنا شرعی طور پر جائز ہے۔

یہو عُجَّ کے اگلے بیان کے بارے کیا کہا جاتا ہے؟ ”کہ جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرتا ہے زنا کرتا ہے؟“ اس میں صرف دو صورتیں ہیں جن سے کچھ سمجھ پیدا ہو سکتی ہے۔ یا تو یہو عُجَّ اس آدمی پر تیرسی باز زنا کرنے کا جرم بھی عائد کر رہا تھا جو یہ خیال کرتا تھا کہ اس نے زنانہیں کیا ہے۔ یا پھر یہو عُجَّ اس آدمی کے بارے کہہ رہا ہے جو ایک عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کو طلاق دےتا کہ وہ زنا نہ کرے۔ اگر یہو عُجَّ یہ کہہ رہا تھا کہ روئے زمین پر جو کوئی چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کرتا ہے وہ اس سے زنا کرتا ہے تو پھر ہر اسرائیلی آدمیوں نے پچھلے ہزاروں سالوں کے دوران زنا کیا جو موی کی شریعت کے مطابق چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کر کے اس کی شریعت کی اطاعت کر رہے تھے۔ اصل میں اس دن بھیڑ میں موجود ہر ایک آدمی جس نے موی کی شریعت کی اطاعت کرتے ہوئے چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کیا اچانک گنگہ رین گیا۔ جب کہ ایک منٹ پہلے تک وہ گنگہ کا نہ تھا۔

اور یہو عُجَّ نے ایک لمحے میں خدا کی شریعت کو بدلت کر رکھ دیا۔ اس کے علاوہ ہر شخص جو مستقبل میں پلوں کے کرنھیوں کے

نام لکھئے ہوئے خط پر ایمان رکھتے ہوئے ایک طلاق یا فتح عورت سے شادی کرتا ہے کہ یہ گناہ نہیں تو کیا وہ حقیقت میں زنا کاری کا گناہ کرتا ہے۔ تاہم باہل مقدس کی روح سے میں اس آدمی کی تعریف کرتا ہوں جو طلاق یا فتح عورت سے شادی کرتا ہے۔ اور اگر اس کے پہلے شوہرنے اپنی خود غرضی کی وجہ سے اس کو طلاق دی ہے تو وہ بے گناہ ہے۔

میں ایسی عورت کو اس آدمی کی طرح خراج تحسین پیش کرتا ہوں جس نے ایک بیوہ سے شادی کی اور اس کو اپنی امان میں لیا۔ اور اگر وہ کچھ حد تک اپنے طلاق ہونے میں گنہگار ہے تو میں یسوع مسح کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو اپنے فضل کی بدولت ہمارے ماضی کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ تو پھر کیوں وہ شخص جو باہل مقدس کا مطالعہ کرتا ہے اور اپنی زندگی میں روح القدس کی قدرت رکھتا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ یسوع مسح ہر ایک کو طلاق یا فتح شخص سے بیاہ کرنے سے منع کر رہا ہے۔ کیا اس طرح کے نظریات خدا کے انصاف کے ساتھ موزوں ہیں۔ ایک ایسا انصاف جو کسی کو بھی گنہگار ہونے کے ناطے سزا نہیں دیتا تو کیا وہ ایسی عورت کے معاملے میں بھی ایسا نہیں کرتا جس کی طلاق میں اس کا اپنا کوئی ہاتھ نہ ہو۔ کس طرح یہ نظریات انجیل مقدس کے پیغام کے ساتھ موزوں ہو سکتے ہیں۔ جبکہ انجیل مقدس گنہگاروں کو معافی پیش کرتی ہے اور انہیں تو قبہ کرنے کا ایک دوسرا موقعہ دیتی ہے۔

خلاصہ Summary

باہل مقدس مسلسل یہ ہے کہ طلاق کا شمارہ بیشہ گناہ میں ہوتا ہے۔ چاہے یہ ایک فریق کی طرف سے ہو یا دونوں کی طرف سے خدا کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ طلاق دے۔ لیکن اپنے رحم کی بدولت صرف ایک صورت میں طلاق کی اجازت دیتا ہے یعنی جب حرام کاری پائی جائے۔ اور اس نے رحم دی سے طلاق یا فتح لوگوں کو دوبارہ بیاہ کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر یسوع مسح دوبارہ بیاہ کے بارے یہ الفاظ نہ کہتا تو کوئی بھی باہل مقدس کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ نہ سوچتا کہ دوبارہ بیاہ ایک گناہ ہے۔ (پرانے عہد نامہ میں دو شاز و نادر ہونے والی صورتوں میں اور نئے عہد نامہ میں ایک شاز و نادر ہونے والی صورت یعنی ایک مسیحی کا ایک مسیحی سے طلاق لینے کے بعد دوبارہ بیاہ کرنا) تاہم ہمارے پاس یسوع مسح کے کہے ہوئے الفاظ کو باقی باہل مقدس کی تعلیم سے ہم آہنگ کرنے کا ایک معقول طریقہ ہے۔ یسوع مسح خدا کی دوبارہ شادی کے بارے شریعت ایک ایسی شریعت سے نہیں بدل رہا تھا جس میں سب کو دوبارہ بیاہ کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہو۔ کیونکہ اس شریعت پر عمل کرنا ان لوگوں کے لیے ناممکن ہے جو پہلے سے طلاق حاصل کر چکے تھے اور دوبارہ بیاہ کر چکے تھے۔ بلکہ وہ تو لوگوں کو ان کی مخالفت کو جاننے میں مدد کر رہا تھا۔ وہ ان لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا جو یہ ایمان رکھتے تھے کہ وہ زنا نہیں کرتے تاکہ وہ دیکھتے کہ وہ اور بہت سارے طریقوں سے زنا کاری کرتے ہیں، یعنی ان کی حرام کاری اور طلاق کے متعلق ان کا آزاد انسان رو یہ بھی زنا کاری ہے۔

جیسا کہ باہل مقدس ہمیں اس بات کی تعلیم دیتی ہے کہ خدا تو بکرنے والوں کے تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور طلاق یا فتح لوگوں سمیت گنہگاروں کو قبہ کرنے کا دوسرا اور تیسرا موقع بھی دیا جاتا ہے۔ نئے عہد نامہ کے تحت دوبارہ بیاہ کرنا کوئی گناہ

نہیں ہے اور وہ اس صورت میں کہ جب ایک ایماندار کو دوسرے ایماندار سے طلاق ہو۔ اور یہ چیز اس وقت تک نہیں ہوتی جب سچا ایماندار حرامکاری نہیں کرتا اور اس طرح طلاق دینے کی اس کے علاوہ اور کوئی محقول وجہ نہیں ہے۔ اور ایسا بہت شاز و نادر ہوتا ہے اور اگر ایسا ہو تو دونوں کو شادی نہیں کرنی چاہیے، نہیں چاہئے کہ وہ آپس میں دوبارہ میل ملا پ کر لیں۔